باب دوم

عبادات

تدریسی مقاصد

اس سبق کے پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

وہ عبادات کا وسیع تر مفہوم سمجھتے ہوں اور اس کی مختلف صورتوں مثلاً نماز، روزہ، انفاق وزکوٰۃ وعشر کی عبادتی نیز معاشرتی اہمیت سے آگاہ ہوں اور انہیں اپنی زندگی کا حصہ بنا سکیں۔

قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ کائنات کی تمام اشیاء انسان کے لیے پیدا کی گئی ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ خود انسان کس مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ قرآن کریم اس کا جواب یوں دیتا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ (سورۃ الذاریات آیت : ۵۶)

ترجمہ: ہم نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔

انسان کو دنیا میں حکمرانی کرنے، مال ودولت کمانے، علوم وفنون میں مہارت حاصل کرنے اور دنیا کی تمام نعمتوں سے فائدہ اٹھانے اور کائنات کی تمام اشیاء کو کام میں لانے کی اجازت ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس کو یہ بھی حکم ہے کہ وہ اس خالق کائنات کے سامنے گردن جھکائے اور اس کی نعمتوں کا عملی شکر بھی ادا کرے۔ ورنہ کھانے پینے اور رہنے سہنے میں انسان اور حیوان دونوں شریک ہیں۔ درحقیقت انسان کا کمال روحانیت کے بغیر ناممکن ہے اور روحانیت کا ارتقاء عبادت سے ہی ہوتا ہے۔ جس طرح جسم مادی اشیاء سے پرورش پاتا ہے اسی طرح روح عبادت سے تربیت وتقویت حاصل کرتی ہے۔

عقائد وایمانیات سے اللہ تعالیٰ کی پہچان ہوتی ہے تو عبادت سے اللہ تعالیٰ کی قربت اور رضامندی حاصل ہوتی ہے اور اس سے بندے اور معبود حقیقی کے درمیان ربط وتعلق کا رشتہ مضبوط ہوتا ہے۔

عبادت کا مفہوم:

عبادت دراصل بندگی کو کہتے ہیں۔ عبد کے معنی ہیں بندہ، عابد بندگی کرنے والا اور معبود وہ ہستی ہے جس کی بندگی کی جائے۔ عبد اور بندہ اپنے خالق ومعبود کی خوشنودی کے لیے جذبہ اطاعت میں جو کچھ کرتا ہے وہ عبادت ہے، اس لیے ایک مسلمان اپنی نشست وبرخاست، لین دین اور آپس کے تعلقات میں جو کام بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت وخوشنودی کے جذبے سے کرے یا اس جذبے کے تحت کسی بُرے کام کو چھوڑ دے تو یہ اس کی عبادت شمار ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کی زندگی تمام تر عبادت ہے یہاں تک کہ اگر اہل وعیال کی خدمت اللہ تعالیٰ کی اطاعت وخوشنودی کے جذبے کے تحت کی جائے تو یہ بھی عبادت ہے۔

اس تشریح سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ''عبادت'' کا اساسی مفہوم اللہ تعالیٰ کی بالادستی وبرتری تسلیم کرکے اس کے مقابلے میں سرتابی ومزاحمت چھوڑ کر اپنی آزادی وخودمختاری سے دست بردار ہو جانا ہے، لہٰذا اس لفظ سے اولین تصور غلامی وبندگی کا ابھرتا ہے، پھر چونکہ غلام کا اصلی کام اپنے آقا ومالک کی اطاعت وفرمانبرداری ہے اس لیے لازماً اس کے ساتھ اطاعت کا تصور بھی پیدا ہوتا ہے۔

اسلامی عبادت کی خصوصیات

1) اسلامی عبادت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص رہتی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی پرستش کا ادنیٰ شائبہ بھی نہیں ہوتا۔ اس لیے اسلام میں بادشاہ، والدین اور دوسرے بزرگوں کے سامنے جھکنا رکوع کرنا، ان کے نام پر قربانی دینا اور وہ تمام رسمی آداب ممنوع ہیں جن سے غیر اللہ کی پرستش کی بو آتی ہے۔

2) اسلام نے عبادت کے لیے ایسی خارجی شرط کوئی نہیں لگائی کہ جس کا اصل عبادت واطاعت سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے یہاں عبادت گاہوں (مسجدوں) میں عبادت کے لیے شمع روشن کرنے، اگربتی جلانے کی ضرورت نہیں نہ عبادت کے وقت تصویروں کے سامنے رکھنے کی اجازت ہے اور نہ کسی خاص رنگ یا خاص قسم کے لباس پہننے کی پابندی ہے۔

3) اسلام میں دوسرے مذاہب کی طرح مذہبی پیشواؤں کو اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان واسطہ نہیں بنایا گیا، ہر شخص براہ راست اپنے رب کی بندگی وعبادت کرسکتا ہے اور ہر پاک جگہ پر عبادت ادا کرسکتا ہے۔

(4 اسلامی عبادات میں افراط و تفریط کی کوئی شکل موجود نہیں۔ ان میں اعتدال و میانہ روی ہے، ان میں نہ تو بدھ مت اور عیسائیت کی طرح نفس کشی، ترکِ دنیا اور سخت قسم کی ریاضتیں ہیں اور نہ مشرکانہ طرز کی رسمیں۔ اسلام سے پہلے لوگوں نے ایسے طریقے ایجاد کیے تھے جو منشاء الٰہی کے خلاف تھے۔ بعض نے آسمانوں کی طرف ہاتھ پھیلائے اور کھڑے کھڑے ان کے بازو سوکھ گئے، بعض نے سجدے میں یا رکوع میں اتنا غلو کیا کہ زندگی بھر اسی حالت میں رہے۔ روزے رکھنے پر آئے تو اتنے رکھے کہ جسم سوکھ کر کانٹا بن گیا۔ اس کی واضح مثال مہاتما بدھ کے نروان حاصل کرنے کے طریقے اور مسیحی راہبوں کی رہبانیت ہے۔

(5 اسلامی عبادات کا یہ کمال ہے کہ وہ انسانوں کو حیوانیت سے نکال کر زیورِ انسانیت سے آراستہ کرتی ہیں، اسلامی عبادات کا مقصد جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت ہے وہاں تزکیہ نفس بھی ہے اگر اسلامی عبادات کو صحیح طریقے سے ادا کیا جائے تو جہاں مومن اس سے کامل بنتا ہے وہاں ایک مثالی انسان بن کر نکلتا ہے جس پر معاشرہ فخر کرسکتا ہے۔

الغرض زندگی کو اطاعتِ الٰہی کے جذبے کے تحت بسر کرنے کے لیے شریعت نے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج چار عبادتیں ایسی مقرر کی ہیں جن کی وجہ سے انسانی اعمال کے تمام شعبے منظم ہو کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے تحت آجاتے ہیں۔

چنانچہ نماز سے ان اعمال کی تربیت مقصود ہے جن کا تعلق تنہا بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوتا ہے، زکوٰۃ سے ان اعمال کی مشق ہوتی ہے جن کا تعلق دوسرے انسانوں کے فائدے اور آرام سے ہے۔ روزے سے اللہ کی راہ میں جسمانی اور جانی قربانی دینے اور نفس کو مادی خواہشات سے پاک رکھنے کی تربیت حاصل ہوتی ہے۔ جب کہ حج کے ذریعے جہاں دنیائے اسلام کا آپس میں اخوت کا رشتہ قائم کرنا مقصود ہے وہاں نفس کی اصلاح بھی مطلوب ہے۔

1. نماز

ایمان کے بعد اسلام کا اہم ترین عمل:

توحید اور رسالت کی شہادت کے بعد اسلام کا اہم ترین رکن نماز ہے۔ دین میں ایمان کے بعد جو مقام نماز کا ہے وہ کسی بھی دوسرے عمل کا نہیں ایمان لانے کے بعد مومن سے اولین مطالبہ نماز قائم کرنے کا ہے۔ قرآن و حدیث میں ایمان کے بعد نماز ہی کا ذکر ملتا ہے مثلاً

ترجمہ: (1) متقین وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں (سورۃ البقرہ آیت 3:)

(2) اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے اور نماز قائم کی اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے لئے اجر ہے۔ (سورۃ البقرۃ آیت 277:)

نماز ایمان کا عملی ظہور ہے:

نماز ایمان کا اولین مظہر ہے۔ یعنی دل میں اگر ایمان موجود ہو تو یہ ایمان ظاہر میں سب سے پہلے نماز کی شکل اختیار کرتا ہے۔ ایمان ایک باطنی حقیقت اور قلبی معاملہ ہے۔ نماز اس کا عملی پیکر اور ظاہر وجود ہے، گویا کہ ایمان اور نماز لازم و ملزوم ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ دل میں ایمان ہو مگر سر میں رکوع اور سجدہ کی تڑپ نہ ہو۔ اس لیے جہاں ایمان ہوگا وہاں لازم نماز بھی ہوگی۔ نماز سے محرومی اس بات کا ثبوت ہے کہ دل میں تکذیب و انکار، دنیا پرستی اور تکبر بھرا ہوا ہے۔ ایمان نہیں ہے۔

قرآن و حدیث میں ترکِ نماز کو کفر و شرک یعنی عدمِ ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے اور نماز کے ادا کرنے میں سستی کو منافقت کی علامت بتایا گیا ہے۔

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (سورۃ الروم : آیت ۳۱)

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ

ترجمہ: پھر بڑی تباہی ان نمازیوں کے لیے جو نماز سے غفلت برتتے ہیں۔ (سورۃ الماعون: آیت ۴ تا ۶)

ترجمہ: اور جب یہ منافق نماز کے لیے اٹھتے ہیں تو سست اور کاہل ہو کر اٹھتے ہیں۔ (سورۃ النساء: آیت ۱۴۲)

نماز ارشاداتِ نبوی کی روشنی میں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے کا ہی فاصلہ ہے۔ (رواہ مسلم: 17/1، اصح المطابع)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اور اسلام قبول نہ کرنے والوں کے درمیان نماز کا عہد ہے پس جس نے نماز کو چھوڑا وہ کافر ہوا۔ (مشکوٰۃ)

پس جو کوئی نماز چھوڑ دے تو گویا اُس نے اسلام کی روش چھوڑ کر کافرانہ روش اختیار کی۔ عہدِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عہدِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مسلمانوں اور کافروں کے درمیان تمیز کرنے والی چیز نماز تھی۔ اس دور میں یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا کہ کوئی شخص مسلمان بھی کہلائے اور نماز نہ پڑھے۔ چنانچہ جو نماز نہ پڑھتا اس کے بارے میں سمجھ لیا جاتا تھا کہ وہ مسلمان نہیں رہا۔

نماز کی اہمیت:

نماز کافر اور مسلمان کے درمیان فرق کرنے والی ہے۔ یہ ہدایت اور تقویٰ کی بنیاد ہے۔ نماز نجات کا ذریعہ ہے۔ نماز ایمان کی محافظ ہے۔ یہ انسان کو بُری عادات سے باز رکھتی ہے۔ نمازی کی حفاظت خود نماز کرتی ہے، بشرطیکہ پابندی سے پڑھی جائے۔

قیامت کے دن جب اعمال کا حساب ہوگا تو اہل جہنم سے پوچھا جائے گا کہ کس چیز نے تمہیں ہلاکت میں ڈالا تو وہ نماز کا ادا نہ کرنا ہی بتائیں گے۔

قَالُوْ الَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ (المدثر: آیت ۴۳)

ترجمہ: وہ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔

اسی طرح کاہلی اور دکھاوے کے جذبے سے نماز پڑھنے والوں کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دھوکا دیتے ہیں اور اس کی عبادت بہت ہی کم کرتے ہیں۔ (سورۃ النساء: آیت ۱۴۲)

نماز ہر آزاد، غلام، امیر، غریب، تندرست و بیمار، مسافر اور مقیم شخص پر ہمیشہ کے لیے اور ہر حال میں فرض ہے۔ نماز تو میدان جنگ میں بھی فرض ہے، اور "صلوٰۃ الخوف" کے نام سے موسوم ہے۔ قرآن کریم میں متعدد بار اور مختلف مقامات پر نماز کی پابندی کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ نماز کی اہمیت کتنی زیادہ ہے۔ ہمیں چاہیے کہ نماز کا اہتمام ہر چیز سے زیادہ کریں کیونکہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا" (بخاری)

2. روزہ

روزے کا مفہوم:

قرآن مجید میں روزے کے لیے صوم یا صیام کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جس کے معنی ہیں رک جانا اور ترک کر دینا۔ روزے میں انسان صبح کی پو پھٹنے سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور دوسری روزہ توڑنے والی چیزوں سے باز رہتا ہے۔

روزے کی فرضیت:

سن ۲ ہجری میں ماہ رمضان کے روزے مسلمانوں پر فرض کیے گئے اور ان کا فرض ہونا کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے۔ (سورۃ بقرہ: آیت ۱۸۳)

ترجمہ: پس جو کوئی بھی تم میں سے اس مہینے کو پائے اس پر لازم ہے کہ وہ اس پورے مہینے کے روزے رکھے۔
(سورۃ البقرہ: آیت ۱۸۵)

اسلام میں روزے کی اہمیت وفضیلت:

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (سورۃ البقرہ: آیت ۱۸۵)

ترجمہ: رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور (حق و باطل) میں فرق کرنے والا ہے۔ جو (شخص) اس مہینے میں موجود ہو اُسے چاہیے روزے رکھے۔

قرآن و رمضان کا بہت گہرا تعلق ہے۔ اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ رمضان میں قرآن مجید کی تلاوت بہت بڑھ جاتی ہے۔ اسی ماہ میں وحی کی ابتداء ہوئی اور قرآن مجید نازل ہوا۔ اس بابرکت مہینے میں جو بھی نیکی کی جائے اس کا اجر عام مہینوں سے کئی گنا زیادہ ملتا ہے۔ روزے کی عبادت کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ثواب کا ذمہ اپنے اوپر لیا ہے۔

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ: اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمُ فَاِنَّهُ لِىْ وَاَنَا اَجْزِىْ بِهٖ (صحیح مسلم)

ترجمہ: آدمی کے ہر اچھے عمل کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ہاں دس گنا سے لیکر سات سو گنا تک ہو جاتا ہے۔ مگر روزے کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: (روزہ) میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔

روزہ داروں کی مدد کرنا اور ان سے خوش خلقی سے پیش آنا بھی ثواب کا باعث ہے۔ روزہ افطار کروانے کا بھی ویسا ہی ثواب

CS CamScanner

ہے جیسا کہ روزہ رکھنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

ترجمہ: جو شخص (رمضان میں) کسی روزہ دار کو افطار کروائے گا، اسے روزہ دار جتنا ثواب ملے گا۔ جبکہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی"۔

ایمان اور اخلاص کے ساتھ رکھے گئے روزوں سے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ خواہشات نفس پر قابو پا کر ایک شخص برائی سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ نیکی کی طرف راغب ہوتا ہے۔ ضبط نفس کی یہ کیفیت اللہ کے نزدیک بے حد پسندیدہ ہے۔

3. زکوٰۃ

لغت میں زکوٰۃ کے معنی پاک کرنے، نشوونما پانے اور پھلنے پھولنے کے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

جس نے (اپنے) نفس (یعنی روح) کو پاک رکھا، وہ مراد کو پہنچا۔

اصطلاح شریعت میں زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے جو ہر صاحب نصاب مسلمان پر اس لیے فرض کی گئی ہے کہ وہ اپنے مال میں کچھ خاص حصہ شرائط کے ساتھ نکال کر ناداروں، مسکینوں اور زکوٰۃ کے دوسرے حق داروں کو دے دے۔ زکوٰۃ کے ساتھ آدمی کا مال اور خود اس کا نفس بھی پاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال میں خیر و برکت عطا ہوتی ہے۔

زکوٰۃ کی حقیقت محض یہی نہیں ہے کہ یہ ناداروں کی کفالت اور تقسیم کی ایک تدبیر ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی فرض کی ہوئی اہم عبادت ہے۔ جس کے ذریعے نہ صرف آدمی کے قلب و روح کا تزکیہ ہوتا ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا مخلص اور محسن بندہ بن جاتا ہے۔ زکوٰۃ دراصل اللہ تعالیٰ کی بے پناہ نعمتوں پر شکر کا اظہار ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طلب میں مومن جب اپنے دل پسند مال کو خوشی خوشی خرچ کرتا ہے تو اس سے مومن کے

NOT FOR SALE

دل میں نور پیدا ہوتا ہے دنیا کی محبتوں سے دل پاک ہو جاتا ہے اور روح میں تازگی اور پاکیزگی پیدا ہوتی ہے اور قلب میں اللہ تعالیٰ کی محبت راسخ ہوتی ہے۔ صدقہ دلوں میں خلوص اور سچائی پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ سے مراد اللہ کی راہ میں اُس کی رضا کے لیے خرچ کرنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کی اصل روح رضائے الٰہی کی طلب اور تمنا ہے۔

زکوٰۃ سن ۲ ہجری میں فرض ہوئی۔ اس کی فرضیت، سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں زکوٰۃ کا حکم بکثرت آتا ہے اور اکثر اس کا حکم نماز کے بعد متصل ہی دیا گیا ہے۔

ترجمہ: اور ان (مومنین) کے مالوں میں سوال کرنے والے اور سوال نہ کرنے والے محتاج لوگوں کا ایک حصہ ہے۔ (المعارج: ۲۴-۲۵)

زکوٰۃ احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ثابت ہے کہ سلیم بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری حج کے موقع پر فرمایا:

"اللہ سے ڈرو، اپنی پنجگانہ نمازیں پڑھا کرو۔ رمضان کے روزے رکھا کرو۔ اور مال کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو۔ تو جنت میں جاؤ گے"۔ (ترمذی، مسند احمد)

۱۔ مسلم ہونا، غیر مسلم پر زکوٰۃ واجب نہیں
۲۔ اتنا مقروض نہ ہونا جس سے نصاب برابر مال نہ بچتا ہو
۳۔ پورا ایک سال مال پر گزر جانا
۴۔ بالغ ہونا
۵۔ صاحب نصاب ہونا

زکوٰۃ ان لوگوں پر فرض ہے، جن کے پاس ایک خاص مقدار میں سونا، چاندی، روپیہ یا سامان تجارت موجود ہو، اس خاص مقدار کو نصاب کہتے ہیں، زکوٰۃ کسی مال پر اس وقت واجب ہوتی ہے جب اسے جمع کیے ہوئے ایک سال گزر چکا ہو۔

سونے کا نصاب: $7\frac{1}{2}$ تولے

NOT FOR SALE

چاندی کا نصاب: $52\frac{1}{2}$ تولے

اس کی قیمت لگا کر $2\frac{1}{2}$ فی صد کے حساب سے زکوٰۃ دینی ہوگی۔

اموال تجارت کا نصاب:

اموال تجارت کا نصاب اور شرح وہی ہے جو سونے اور چاندی کے لیے۔

مویشیوں کا نصاب اور شرح:

بھیڑ بکریوں کا نصاب 40 ہے چالیس سے کم پر زکوٰۃ نہیں۔ گائے، بھینس کا نصاب 30 ہے۔ تیس سے کم پر زکوٰۃ نہیں۔

کھیتی اور پھلوں کی زکوٰۃ:

کھیتی اور پھل کی زکوٰۃ کو عشر کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: جب فصلیں اور باغ پھلیں تو ان کے پھل کھاؤ اور جس دن پھل توڑو اور فصل کاٹو تو اس کا حق بھی ادا کرو

(سورۃ انعام: آیت: ۱۴۱)

جو کھیتی بارش سے سیراب ہوتی ہو تو اس پر دسواں حصہ (عشر) واجب ہے اور جس زمین کو ٹیوب ویل یا نہر سے سیراب کیا جاتا ہے تو اس میں بیسواں حصہ (نصف عشر) واجب ہے۔

زکوٰۃ کے مصارف:

مصارف، مصرف کی جمع ہے اس کے معنی ہیں خرچ کرنے کی جگہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف اس طرح بیان کیے ہیں۔

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ
وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝

(سورۃ التوبہ 60)

ترجمہ: صدقات یعنی زکوٰۃ و خیرات تو مفلسوں اور ناداروں اور کارکنان صدقات کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کے دل جیتنا منظور ہے اور غلاموں کے آزاد کرانے اور قرض داروں کے قرض ادا کرنے میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کی مدد میں بھی یہ مال خرچ کرنا چاہیے یہ مصارف اللہ کی طرف سے مقرر کر دیے گئے ہیں اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا ہے۔

زکوٰۃ کے مصارف مندرجہ ذیل ہیں:

1. فقراء: ان تنگ دست لوگوں کی مدد جن کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔
2. مساکین: ان لوگوں کی مدد جو زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے محروم ہوں۔
3. عاملین زکوٰۃ: زکوٰۃ کی وصولی پر متعین عملے کی تنخواہیں دی جائیں۔
4. مؤلفۃ قلوب: نومسلموں کی مدد تا کہ ان کے دل اسلام کی طرف اور مائل ہو جائیں۔
5. فی الرقاب: غلاموں اور قیدیوں کے آزاد کرنے میں خرچ کی جائے۔
6. الغارمین: بے گھر اور مفلس لوگوں کے قرضے کو چکانے میں صرف ہو۔
7. فی سبیل اللہ: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے اور تبلیغ اسلام کے لیے سفر کرنے والوں کی مدد کی جائے۔
8. ابن السبیل: مسافر جو اپنے سفر کے دوران روپیہ نہ رکھتا ہو۔ اگرچہ گھر میں سب کچھ موجود ہو۔

4. حج

حج کا لفظی اور اصطلاحی مفہوم:

حج کے لفظی معنی قصد و ارادہ کرنے کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں مخصوص افعال کے ساتھ خاص زمانے میں خاص مقامات کی زیارت کرنا حج کہلاتا ہے۔

مخصوص افعال سے مراد طواف، سعی اور وقوف عرفات ہے اور مخصوص زمانے سے مراد شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحج کی دسویں تاریخ تک ہے اور مخصوص مقامات سے مراد بیت اللہ، عرفات، مزدلفہ اور منیٰ ہیں۔

حج کی فرضیت:

قرآن مجید میں ہے:

وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ

ترجمہ: اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر یعنی خانہ کعبہ تک پہنچنے کی قدرت رکھتا ہو اس گھر کا حج کرے۔

(سورۃ آل عمران: آیت ۹۷)

ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے! اے لوگو تم پر حج فرض کیا گیا ہے لہٰذا حج کرو۔ (مسلم) اس پر ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہ کیا ہر سال؟ آپ خاموش رہے اس نے تین بار یہی سوال کیا تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج واجب ہو جاتا اور تم سے نہ ہو سکتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حج عمر بھر میں ایک دفعہ فرض ہے۔ اس کے بعد جتنے حج کیے جائیں وہ نفلی ہوں گے۔

حج ہر اس عاقل، بالغ اور صاحب استطاعت مسلمان پر فرض ہے جو آزاد ہو اور جسمانی طور پر معذور نہ ہو۔ صاحب استطاعت سے مراد وہ شخص جس کے پاس اتنا مال ہو جو حج کے مصارف اور اخراجات کے لیے کافی ہو اور جن کا نان ونفقہ شرعاً اس کے ذمے ہو، کے لیے کافی ہو۔

حج کے اعمال کو اصطلاح میں مناسک حج کہتے ہیں۔

عمرہ کے لغوی معنی زیارت کے ہیں اور شرعی معنی میقات سے احرام باندھ کر خانہ کعبہ کا طواف اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کے ہیں۔

۱۔ احرام: یہ دو اَن سلی چادروں پر مشتمل مرد حاجیوں کا نہایت ہی سادہ لباس ہے۔ ایک چادر بطور تہہ بند اور دوسری چادر جسم کے اوپر کے حصے کے لیے ہوتی ہے جس کا ایک سرا مرد بائیں کندھے کی طرف اور دوسرا دائیں کندھے کی طرف لٹکاتا ہے۔ عورتیں اپنے عام سادہ لباس کے ساتھ سر کے بالوں کو اچھی طرح ڈھانپنے کے لیے اوڑھنی یا رومال پہنتی ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ وہ اس کے چہرے کو مس نہ کرے۔

۲۔ طواف: بیت اللہ کے گرد چکر لگانے کو طواف کہتے ہیں، حجر اسود سے شروع کر کے سات چکر پورے کیے جاتے ہیں۔

۳۔ سعی: صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کو سعی کہا جاتا ہے یہ بھی سات مرتبہ کی جاتی ہے۔

۴۔ وقوف: میدان عرفات میں قیام کرنے کو وقوف کہتے ہیں۔ حاجی 9 ذی الحجہ کو میدان عرفات میں ٹھہرتے ہیں۔

۵۔ قربانی: حج کے اختتام پر 10 ذی الحجہ کو قربانی دی جاتی ہے۔ قربانی سے قبل بال کٹوانا یا منڈوانا جائز نہیں بلکہ قربانی کے بعد ایسا کریں جبکہ عورتیں اپنے بالوں کا صرف ایک لٹ کترتی ہیں، اس کے بعد حاجی احرام سے باہر نکل آتا ہے۔

۶۔ حالت احرام میں شکار کرنا حرام ہے۔

۷۔ دورانِ حج حاجیوں پر "تلبیہ" (لبیک اللھم لبیک) پڑھنا واجب ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس حج کا ضروری سامان موجود ہو اور سواری مہیا ہو جو اسے خانہ کعبہ تک پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔ (رواہ سعید "فی سننہ کتاب المناسک باب الخروج الی الحج)

۱۔ حج سے لوٹنے والے گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیت اللہ کی زیارت کے لیے آیا پھر اس نے نہ تو کوئی فحش اور شہوانی عمل کیا اور نہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا کوئی کام کیا تو وہ گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو کر لوٹے گا جیسے ماں نے اس کو جنم دیا ہو (رواہ البخاری کتاب الحج)

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے حج مبرور کا صلہ جنت ہے (متفق علیہ)

۳۔ حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہوتے ہیں۔ وہ اپنے میزبان سے دعا کریں تو وہ ان کی دعائیں قبول فرمائے گا اور وہ اس سے مغفرت مانگیں تو وہ اُن کی مغفرت فرمائے گا (ابن ماجہ)

۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جب کسی زائر حرم سے تمہاری ملاقات ہو تو اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھر پہنچے اس کو سلام کرو اور اس سے مصافحہ کرو اور اس سے درخواست کرو کہ وہ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائے مغفرت طلب کرے اس لیے کہ اس کے گناہوں کی مغفرت کا فیصلہ کیا جا چکا ہے" (مسند احمد)

CamScanner

مشق

سوال نمبر 1: درج ذیل سوالات کے جوابات دیں۔

الف۔ عقیدۂ اسلام میں عبادات کو کیا مقام حاصل ہے؟

ب۔ احادیث کی روشنی میں نماز کی اہمیت بیان کریں۔

ج۔ زکوٰۃ کن کن چیزوں پر اور کس شرح سے فرض ہے؟ وضاحت کریں۔

د۔ اسلام میں روزے کی اہمیت و فضیلت پر نوٹ لکھیں۔

ہ۔ حج اور عمرہ میں فرق بیان کریں۔ حج کی فرضیت بھی واضح کریں۔

سوال نمبر 2: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیں۔

الف۔ نماز کی فرضیت 2 احادیث کی روشنی میں لکھیں۔

ب۔ زکوٰۃ کے لفظی معنی کیا ہیں؟

ج۔ اسلامی اصطلاح میں روزے کا مفہوم کیا ہے؟

د۔ حج واجب ہونے کی کون کون سی شرائط ہیں؟

ہ۔ احرام کسے کہتے ہیں؟

سوال نمبر 3: درج ذیل الفاظ کے مناسب ترین جوابات لکھیں۔

الف۔ عبادت کے لفظی معنی ہیں:

(i) دعا مانگنا (ii) نماز پڑھنا (iii) تلاوت کرنا (iv) بندگی کرنا

(ب) نماز میں سستی کو کہا گیا ہے:

(i) منافقت کی علامت (ii) بے دینی کی علامت

(iii) کفر کی علامت (iv) ایمان کی علامت

(ج) قرآن میں بار بار نماز کے ساتھ کس عمل کا ذکر آتا ہے؟

(i) حج (ii) صدقہ (iii) زکوٰۃ (iv) ایمان

(د) حج کے دوران وقوفِ عرفات سے مراد ہے؟

(i) دس ذوالحجہ کو عرفات میں ٹھہرنا (ii) سعی کرنا

(iii) 9 ذوالحجہ کو عرفات میں ٹھہرنا (iv) طواف کرنا

(و) چاندی کی کتنی مقدار پر زکوٰۃ فرض ہے؟

(i) 53 تولے (ii) 52 تولے (iii) $52\frac{1}{2}$ تولے (iv) 51 تولے

سوال نمبر 4: خالی جگہ کو مناسب الفاظ سے پُر کریں۔

(i) زکوٰۃ کے لفظی معنی ______ ہیں۔

(ii) طوافِ کعبہ ______ سے شروع ہوتا ہے۔

(iii) روزہ ______ ہجری میں فرض ہوا۔

(iv) نماز کافر اور ______ کے درمیان فرق کرنے والی ہے۔

سرگرمی

معلم/معلمہ طلبہ/طالبات کو دو گروپوں میں تقسیم کر کے ایک گروپ کو مالی عبادات اور دوسرے گروپ کو بدنی عبادات پر چارٹ تیار کروا کر اُس کی وضاحت کروائے۔